وصیت اور اس کے متعلقات

تحریر: حضرت مولانا حبیب الرحمن خلیق
فاضل مدینہ یونیورسٹی

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين وبعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم۔ بسم الله الرحمن الرحيم

فمن خاف من موص جنفاً او اثماً فاصلح بينهم فلا اثم عليه ان الله غفور رحيم

پس جو کوئی ڈرے وصیت کرنے والے سے کجی کو یا گناہ کو۔ پس اصلاح کر دے درمیان ان کے پس نہیں گناہ اوپر اس کے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔

آیت مبارکہ میں خالق کائنات نے فرمایا ہے کہ اگر وصیت کرنے والا شخص کوئی غلط یا گناہ والی وصیت کر جائے تو اس کی تصحیح کرنے والا گناہ گار نہ ہو گا۔

الوصیۃ

یہ اوصیٰ کا اسم مصدر ہے کسی کام کے حکم دینے کو کہتے ہیں۔ جیسے اوصی فلاناً بالصلاۃ۔ اسی طرح کسی کام کے عہد لینے کو یا اپنے مرنے کے بعد کسی کو مالک

بنانے کو بھی وصیت کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثین۔ الخ

وراثت زمانہ جاہلیت

زمانہ جاہلیت میں میت کا وارث سوائے بیٹے کے اور کوئی نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے شریعت اسلامیہ نے پہلے پہل والدین اور قریبی رشتہ داروں کے بارہ میں وصیت کر جانے کا حکم فرمایا تھا تاکہ یہ محروم نہ رہ جائیں جیسا کہ آیت میں ہے

کتب علیکم اذا حضراحدکم الموت ان ترک خیرا الوصیة۔ (الخ)

اور اکثر اہل علم کے نزدیک یہ آیت آیت مواریث

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔ الخ

اور اسی طرح سرکار دوعالم ﷺ کا وہ خطبہ جو حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا جو کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں حضرت ابوامامہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ

ان اللہ اعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیة لوارث

اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کا حق خود ہی مقرر فرما دیا ہے تو کسی وارث کیلئے وصیت نہیں ہو سکتی۔ سے منسوخ ہے۔

خلاف شرع وصیت کا بدلنا لازمی ہے

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کی بنیاد تقویٰ اور خشیت الٰہی پر ہے صورتحال یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں خوف خدا نہیں وہ لازمی طور پر سب

معاملات میں اپنی من مانی کرتا ہے اور اپنے ذاتی مفادات کو ہی مد نظر رکھتا ہے۔

زندگی میں تو کجا مرتے دم تک اس کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ جب فلاں شخص مجھ سے میری زندگی میں کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکا تو میرے مرنے کے بعد بھی وہ کیوں استفادہ کر سکے۔ بنا بریں وہ اس جہان فانی سے کوچ کرتے ہوئے بھی ایسی وصیت کر جاتا ہے کہ یا تو کسی کی حق تلفی کر جاتا ہے یا پھر اپنے کسی خاص تعلق دار کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی ٹھان کر ایسی وصیت کر جاتا ہے جو خلاف شرع ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کسی ایسے وارث کو وصیت کر جاتا ہے جس کا حصہ شریعت مطہرہ نے مقرر کر دیا ہے تو یہ وصیت اس کی قابل عمل نہ ہوگی۔ کیونکہ ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا

ان اللہ قداعطیٰ کل ذی حق حقہ فلا وصیۃ لوارث (ابو داؤد، ابن ماجہ، بحوالہ مشکوٰۃ)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے تو کسی وارث کیلئے کوئی وصیت نہیں ہے۔

دوسرا اگر کوئی اپنا کل مال یا نصف مال فی سبیل اللہ کی وصیت کر کے جاتا ہے تو تب بھی اس کی وصیت پر عمل نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال میں ایسا بیمار ہوا کہ موت کے کنارے پہنچ گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کیلئے تشریف لائے۔ میں نے عرض کی اللہ کے رسول ﷺ میرا بہت سا مال ہے اور سوائے میری بیٹی کے میرا اور کوئی وارث نہیں ہے۔ تو کیا میں اپنے تمام مال کی وصیت کر سکتا ہوں؟ فرمایا نہیں۔

میں نے دوبارہ عرض کی دو تہائی ۲/۳ مال کی؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا نصف کی؟ فرمایا نہیں۔ تو پھر میں نے عرض کیا ثلث تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

فالثلث والثلث کثیرانک ان تذر ورثتک اغنیاء خیرمن ان تذرھم عالۃً یتکففون الناس

پس ایک تہائی اور ایک تہائی بھی زیادہ ہے تم اپنے ورثاء کو غنی چھوڑ کر جاؤ اس سے بہتر ہے کہ ان کو تنگدست کر جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتے رہیں۔ متفق علیہ۔

تیسرا آیت مبارکہ کی رو سے کسی گناہ کے کام کی وصیت کر جاتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد شراب پلائی جائے ناچ گانا کرایا جائے۔ نوحہ کیا جائے میلہ یا عرس کرایا جائے یا کسی قبر پر چراغاں کیا جائے وغیرہ تو یہ وصیت بھی تبدیل کر دی جائے گی۔

وصیت میں ظلم اعمال کو رائیگاں کر دیتا ہے

ایسی وصیت جس میں کسی کے حقوق کو تلف کر دیا جائے اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا جرم ہے کہ اس کے نتیجہ میں لمبی عبادات بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو فرمایا ہے

ان الرجل لیعمل والمرأۃ تعمل بطاعۃ اللہ ستین سنۃ ثم یحضر ھماالموت فیضاران فی الوصیۃ فتجب لھما النار

کہ مرد و زن اللہ کی اطاعت میں ساٹھ سال مشغول رہتے ہیں پھر موت کے وقت وہ وصیت میں کسی کو نقصان پہنچا جاتے ہیں تو ان کیلئے دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان

من بعد وصية يوصى بها اودين غير مضار--- ذالك الفوزالعظيم

تک تلاوت فرمایا (احمد ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ)۔ اسی طرح کسی کے حقوق تلف کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز جنت سے محروم فرما دے گا جس کی وضاحت حضرت انسؓ کی اس حدیث پاک سے ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

من قطع ميراث وارثہ۔ قطع الله ميراثہ من الجنتہ يوم القيامة (ابن ماجہ)

کہ جس نے اپنے وارث کی وراثت کو ختم کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے جنت کی وراثت منقطع کر دے گا۔

وصیت میں تبدیلی

وصیت میں غلطی خواہ خطاً ہو عمداً ہو ہر دو صورتوں میں اس کی اصلاح لازمی و واجب ہے۔ کیونکہ جنف اور اثم میں فرق یہ ہے کہ نادانستہ خطا جنف ہے اور دانستہ اثم ہے۔ اور اصلاح کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہو گا۔

البتہ وہ وصیت جو قابل نفاذ ہو اور ان لواحقین کے حق میں ہو جو شرعاً وارث نہ ہوں۔ اس کو تبدیل کرنا یا ایک تہائی یا اس سے کم میں ہو قابل سزا جرم ہے۔ جس کی وضاحت خود قرآن کریم نے اس مذکورہ آیت سے قبل کی ہے۔

فمن بدلہ بعد ماسمعہ فانما اثمہ على الذين يبدلونہ ان الله سميع عليم۔ (البقره۔۱۸۱)

باقی صرہ۳۶ پر